بسم اللہ الرحمن الرحیم

(رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۹۲)

سالانہ چندہ ۶؎	بیرونجات کے لئے ۸ شلنگ
ششماہی چندہ ۳؎۸	قیمت فی پرچہ ۲؍

راستی موجب رضائے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

یوم اشاعت:- دوشنبہ

سچ

ایڈیٹر:- عبدالماجد
پتہ:- دریاباد - ضلع بارہ بنکی
(مضامین کے بارہ میں خط و کتابت ایڈیٹر سے کیجائے)

مہتمم:- ظفرالملک
پتہ:- دفتر اخبار سچ - لکھنؤ
(چندہ اور انتظامی امور کے متعلق خط و کتابت مہتمم سے کیجائے)

نمبر ۳ | ۱۲ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ | ۱۷ جنوری ۱۹۲۷ء | جلد ۳

سچی باتیں

وقار الملک نواب مولوی مشتاق حسین خاں بہادر وقار نواز جنگ مرحوم اسلامی ہند کی ایک ممتاز ترین ہستی ہیں۔ آپ سر سید مرحوم کے دست راست اور نواب محسن الملک مرحوم کے بعد علیگڈھ کالج کے سکریٹری مقرر ہوئے تھے۔ سر سالار جنگ مرحوم اور انکے زمانہ مابعد میں بھی حیدرآباد میں نواب وقار الملک کا طوطی بول رہا تھا۔ اعلیحضرت میر محبوب علیخاں نظام مرحوم کو آپ پر بے انتہا اعتماد تھا۔ آپ اکثر اپنے وطن امروہہ ضلع مرادآباد آتے رہتے تھے۔ جب کبھی آپ اپنے وطن آتے تو وہاں کے ایک ایک باشندہ سے بے انتہا محبت کے ساتھ پیش آتے اور قصبہ کے بوڑھوں سے خواہ وہ کتنے ہی غریب اور حقیر کیوں نہ ہوں خاص عزت کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کے عہد طفلی میں ایک سقہ گھر میں پانی بھرا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ امروہہ آئے تو اسکو نہ دیکھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سقہ سخت بیمار ہے۔ یہ سن کر نواب وقار الملک مرحوم بغرض عیادت اسکے مکان پر تشریف لے گئے۔ جس وقت آپ اس سقے کے یہاں پہونچے تو وہ گھبرا گیا کہ حیدرآباد کے ایک ممتاز رئیس کی کیا خاطر کرے۔ لیکن آپ نہایت سادگی کے ساتھ اسکے مکان میں داخل ہوئے، بیمار سقہ کو مودبانہ سلام کیا اور ٹوٹی چارپائی پر اسکے سرہانے بیٹھ کر حال پوچھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے رخصت ہوئے اور چند اشرفیاں بغرض علاج چپکے سے اسکے تکیہ کے نیچے رکھ دیں۔ نواب وقار الملک مرحوم کے بعض احباب کو اس طرز عمل پر تعجب ہوا، اور انکے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ "میاں میں باہر خواہ کچھ ہوں لیکن امروہہ میں تو وہی مشتاق ہوں جو ننگے سر ننگے پاؤں گلیوں میں کھیلتا پھرتا تھا اور قصبہ کے ان بزرگوں ہی کی دعاؤں کا اثر ہے جو آج میں نواب وقار الملک بہادر بن گیا۔" (ریاست' دہلی)

اس واقعہ کو پڑھ کر سوچئے، کہ آپ کا برتاؤ بھی اپنے غریب محلہ والوں کے ساتھ اسی طرح کا ہے؟ آپ بھی اپنے پرانے جاننے والوں سے، جو آج دنیا کی نظر میں آپکے ہم حیثیت نہیں، اسی طرح پیش آتے ہیں؟ آپ بھی اپنے ہاں کے کسی بوڑھے بہشتی، یا درزی، دھوبی، نائی، مزدور، خدمتگار کو اپنے لئے قابل تعظیم سمجھتے ہیں؟ ان سے سلام کرنے میں پیش قدمی فرماتے ہیں، یا انکے سلام اور بہ ادب تمام سلام کے منتظر رہا کرتے ہیں؟ خود کبھی ایک دفعہ بھی انکے گھر جانا ضروری سمجھتے ہیں، یا برابر انھیں سے اپنے در دولت پر حاضر باشی کی توقع رکھتے ہیں؟ نواب وقار الملک مرحوم کوئی تارک الدنیا فقیر، یا گوشہ نشین زاہد نہ تھے۔ دنیوی عزت و وجاہت کے ایک بڑے حصہ دار تھے، وہ یہ کر سکتے تھے، تو آخر آپ کیوں نہیں کر سکتے؟ انھوں نے چند اشرفیاں چپکے سے نذر کر دی تھیں، آپ کو نمائشی خیرات اور مروت اور دکھاوے کے چندوں کے علاوہ، کبھی محض اللہ کی راہ میں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ، چند روپیوں کے بھی نذر کی توفیق ہوئی ہے؟ وقار الملک کا عہدہ آج باقی نہ رہ گیا، عزت و وجاہت ساتھ نہ دے سکی، جسم و جان، کوئی شے زندہ نہ رہ سکی، لیکن ان نیکیوں اور خالص نیکیوں

ترقی کو کوئی قوت نہیں ہٹا سکتی ۔

جان کی زکوٰۃ

لندن میں موٹر جہازوں کی گاڑیوں اور موٹروں کی دوڑ جو ہر وقت لگی رہتی ہے، اُسکی نگرانی کے لیے پولیس کا جو انتظام ہے، وہ بہتر سے بہتر ہے، اور اسکا سب کو اعتراف ہے، لیکن اسکے باوجود بھی ایک سال کے اندر، خاص شہر لندن کی سڑکوں پر، انھیں سواریوں کے حادثوں سے ۵۰۳ موتیں واقع ہوئیں، گویا دو موتیں روزانہ ہوتی رہیں! اور جن حادثوں میں موت نہیں واقع ہوئی، انکی تعداد ۳۰۱۶۳ تک پہونچی! (پانیر، ۱۰ دسمبر ۱۹۲۹ء)

باقی تین مہینے (جولائی، اگست، ستمبر) کے اعداد، جو تخمینۂ بالا میں شامل نہیں، یہ ہیں، کہ اس سہ ماہی کے اندر ہلاکتیں ۲۶۹ ہوئیں گویا ہر روز تین انسانوں کی جانیں تہذیب جدید کی دیوی پر بھینٹ چڑھتی رہیں! اور جو حادثے مہلک نہیں ثابت ہوے، انکا شمار، اس سہ ماہی کے اندر، ۲۷۰۶۲ تک پہونچا یعنی ۲۰۸۵ فی ہفتہ، یا ۲۹۳ روزانہ! (ایضاً)

یہ حال پرانی دنیا کی نئی آبادی کا تھا، اب "نئی دنیا" کا حال ملاحظہ ہو۔ ۱۹۲۸ء میں ان حوادث "موٹری" سے امریکہ میں ساڑھے بائیس ہزار انسانی جانیں نذرِ اجل ہوئیں! اور پورے سات لاکھ انسان زخمی ہوے! اندازہ ہے کہ ۱۹۲۹ء میں یہ اعداد ان سے بھی بڑھ کر رہے ہوں! (ویسٹ منسٹر گزٹ، لندن، ۲۰ دسمبر ۱۹۲۹ء)

"ترقی" کرنیوالی قوموں کا ہر قدم ترقی ہی کی جانب اُٹھتا ہے۔ مشرقی مذہب نے بڑی ہمت کرکے مال کی زکوٰۃ کو واجب بتایا تھا۔ اور پھر بھی دھڑکا لگا ہوا تھا، کہ کون کون اس فریضہ پر عمل کرتا ہے۔ مغربی تمدن نے ترقی کا قدم اس سے آگے بڑھا کر انسانی جانوں کی زکوٰۃ کو ضروری قرار دیدیا اور دانا قوموں کے دانا باشندے، کیسی ہنسی خوشی اس ٹیکس کو ادا کرتے رہتے ہیں!

خانہ بربادی

۱۹۲۸ء کی بابت جو اعداد شائع ہوے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے، کہ امریکہ میں طلاقوں کی تعداد میں غیرمعمولی اضافہ ہوگیا ہے، یہاں تک کہ ہر تیرہ شادیوں میں دو طلاقوں کا اوسط اب پڑنے لگا ہے! پھر یہ اعداد اس صورت میں ہیں، جبکہ بہت سے طلاق دینے والے جوڑے بدنامی و رسوائی کے ڈر سے، وطن سے باہر جاکر طلاقیں دیتے ہیں۔ اگر ان باہر چلے جانے والوں کو بھی شامل کرلیا جائے، تو طلاقوں کا اوسط اس سے بھی کہیں بڑھ کر نکلے گا! (اسلامک ریویو، بابت جنوری ۱۹۳۰ء، بحوالہ ڈیلی ایکسپریس)۔

اس صورت حال کا اثر، باشندوں کی عام معاشرت، صحت، وغیرہ پر جو پڑنے لگا ہے، اُس کا نمونہ یہ ہے، کہ جنون، مرگ ناگہانی، وخودکشی کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے ہیں۔ اڈنبرا کے مدرسۂ طب کے صدر، پروفیسر جی، ایم، رابرٹسن فرماتے ہیں، کہ "شادی شدہ لوگوں میں جنون کے واقعات کم ہوتے ہیں، لیکن شوہر و بیوی سے مفارقت کے باعث انکی تعداد میں اچھا خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے"۔ (ایضاً)

شکاگو کے کمشنر آف ہیلتھ، ڈاکٹر بنڈسن کی شہادت ہے کہ پاپ بوڑھوں کی زندگیاں، طلاق پانے والوں سے دگنی ہوتی ہیں! (ایضاً)

ہماری زبان میں شادی کو "خانہ آبادی" کہتے ہیں، لیکن یہ نمونہ خانہ آبادی کا ہے یا خانہ بربادی کا؟ آپ اگر اپنی مشرقی معاشرت سے بیزار ہو چکے ہیں، اسلام کے احکام نکاح و طلاق اگر (خدانخواستہ) آپ کی نظروں میں غیر مکیفانہ ثابت ہو چکے ہیں، فرنگیت کا جادو اگر آپ پر چل چکا ہے، تو فرنگی بنجانے سے کون آپ کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے، التماس صرف اس قدر ہے، کہ محض چمک کی بنا پر پیتل کو سونا نہ سمجھ لیجیے، پیتل کو پیتل سمجھ کر پھر آپ کو اختیار ہے، کہ اسے سونے سے بدل لیجیے، لیکن پہلے پیتل کو پیتل سمجھ تو لیجیے۔ "آپ" پر تو جو کچھ گزرے گی، آیندہ گزرے گی، اسوقت تو دیکھیے، کہ "ان" پر، اُنکے دلوں پر، اُنکے جسموں پر، اُنکے روحوں پر، اُنکے دماغوں پر، اُنکے گھروں پر، اُنکے خاندانوں پر کیا گزر رہی ہے

پہونچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر
اس پر بھی جی میں آئے تو دل کو لگائیے!

دانائی اور نادانی

لندن سے ۱۶ دسمبر کا چلا ہوا تار ہے:—

"کل حکومت برطانیہ کی جانب سے ولایت متحدہ امریکہ کے خزانۂ عامرہ میں نو کروڑ ساڑھے تینتیس لاکھ ڈالر کی رقم داخل ہوئی! یہ رقم اس قرضۂ جنگ کا ششماہی سود تھی جو دوران جنگ میں امریکہ سے برطانیہ نے لیا تھا۔ اب تک ۹۲ کروڑ ۴۰ لاکھ ۳۰ ہزار ڈالر کی رقم وصول ہو چکی ہے"

اسکو دانا قومیں اپنی اصطلاح میں دانائی سے تعبیر کرتی ہیں۔ اب نیویارک سے ۲۰ دسمبر کا چلا ہوا تار ملاحظہ ہو:—

"امریکی حکومت کے رکن، سینیٹر بُلر نے اپنی تقریر میں زور دیکر کہا، کہ حکومت ولایت متحدہ، ایک نیا بیڑا ۴۰ کروڑ ڈالر کے خرچ سے تیار کریگی! جب ہم نے ۳۰ کروڑ ڈالر کی لاگت کے بہترین جنگی جہازات تیار کرا کے اپنے ہاتھ سے جانے دیے، تو ہم نے اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ملک بحر کے مرتبہ سے معزول کر دیا، اور اب ہمارا نمبر دنیا کی بحری طاقتوں میں تیسرا ہو گیا ہے، بلکہ چوتھا ہوا چاہتا ہے۔ یہ کیسی حماقت ہم سے سرزد ہوئی ہے"

اسکا نام دانایان مغرب کی زبان میں نادانی ہے۔ دانائی اور نادانی کے اس جدید مفہوم کو سمجھ لینے کے بعد، جب سر اے، ایچ، ہوائٹ (سابق صدر کونسل آف اسٹیٹ، ہندوستان) کی جدید کتاب "ایشیا میں سیاسی مسائل" کے یہ بیانات نظر کے سامنے آتے ہیں، کہ

"ایشیا کی ذہنیت اور اسکی دینی شخصیت نے اُسے ابھی سیاسی مسائل کے سمجھنے اور سیاسی حقوق کے طلب کرنے اور برتنے کی قابلیت ہی نہیں پیدا کی ہے...... اور ہندوستان تو ابھی سیکڑوں برس تک پورے دفاعی سازوسامان کی مدد سے بھی صدی کے آئین حکومت کے چلانے کا خواب دیکھ رہا ہے"

تو بے اختیار مصنف کی راست بیانی کی داد دینے کو دل چاہتا ہے، اور حیرت ہوتی ہے کہ آخر ان بیانات کو ہمارے ہموطن اپنے لیے توہین آمیز کیوں خیال کر رہے ہیں!

زندہ دلوں کی حسرت نصیبی

(از عبد الماجد)

میرے پاس اتنی دولت ہے، کہ میں اس کا حساب بھی نہیں کر سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ میری جائداد ۵ کروڑ پونڈ (۷۵ کروڑ روپیہ) سے زائد کی ہے۔ لیکن میں یہ ساری جائداد دے ڈالنے کو خوشی سے تیار ہوں، اگر ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا کھا سکوں۔

یہ الفاظ امریکہ کے مشہور کروڑپتی "شاہِ روغن" راک فیلر کی زبان سے نکلے ہیں، جسکی دولت و ثروت کے افسانے نئی دنیا و پرانی دنیا، دونوں کے گوشہ گوشہ میں زبان زد ہیں۔ ایک دنیا آج اسکی خوش قسمتی پر رشک کر رہی ہے، اور خدا معلوم کتنے ایسے ہیں، جنکے منہ میں اُسکا نام سُن کر پانی بھر آتا ہے، لیکن خود اُس بیچارہ کا یہ حال ہے، کہ باوجود اس امیری کے مفلس ہے! باوجود اس ازدحامِ سیم و زر کے ایک وقت پیٹ بھر کھانے کی حسرت رکھتا! اور اس کے آگے اپنے کروڑوں کے ڈھیر بلا تامل دینے کو تیار ہے! اسکی عمر ۹۰ سال کی ہو چکی ہے، لیکن اُسے شروع ہی سے سوءِ ہضم کی بیماری ہے، ظاہر ہے، کہ اس کے علاج پر کیا کچھ نہ خرچ کیا ہوگا! باایں ہمہ وہ دودھ اور بسکٹوں کی ایک قلیل مقدار کے سوا کچھ نہیں کھا سکتا۔ معمول یہ ہے کہ صبح کا ناشتہ صرف دودھ سے کرتا ہے، اور اُس وقت سے لیکر رات کو سوتے وقت تک، جس میں اسکے ادنیٰ سے ادنیٰ نوکر چاکر، اسکے کارخانے کے ادنیٰ سے ادنیٰ مزدور، پیٹ بھر بھر کئی بار دنیا کی نعمتیں اور لذیذ غذائیں تناول کرتے رہتے ہیں، یہ لاکھوں انسانوں کی قسمتوں کا مالک اس ساری مدت میں محض دودھ اور بسکٹ کے (اور وہ بھی قلیل مقدار میں) کوئی چیز چکھ بھی نہیں سکتا! متمول کی زندگی پر رشک کرنے والے غریبو! اسکی اس حسرت پر نظر ڈالو، کہ دنیا کا امیر ترین باشندہ خود تمہارے اوپر رشک کر رہا ہے!

ایک دوسرے امریکی "شاہِ موٹر" ہنری فورڈ ہیں، جنکی دولت شاید خزانۂ قارون کو بھی مات کر گئی ہے۔ یہ ایک ضعیف المعدہ مرض میں گرفتار ہیں۔ جس بیچارے نے اپنی زندگی کی خاطر سالہا سال سے اپنے اوپر ہر قسم کی لذیذ اور پُرتکلف غذائیں حرام کر رکھی ہیں۔ ڈاکٹروں کی ایک جماعت ہر وقت انکی نگرانی پر رہتی ہے، کہ کسی وقت کھانے پینے میں کوئی بدپرہیزی نہ کر بیٹھیں۔ جاننے والوں کا بیان ہے، کہ دولت و ثروت سے جتنے لطف انسان اس مادی دنیا میں اٹھا سکتا ہے، اور جو لذتیں روپیہ خرید سکتا ہے ان سب سے یہ بیچارہ دولت کبیر محروم ہے۔ اسکے اشاروں پر چلنے والے ادنیٰ ادنیٰ ملازمین ہر طرح کے عیش و عشرت میں مصروف ہیں اور یہ بیچارہ ان کا منہ دیکھ دیکھ کر رہ جاتا ہے! دولت کو حاصلِ عمر، اور روپیہ کو ثمرۂ زندگی، سمجھنے والو، زر و دولت کی اس لاحاصلی کو دیکھ رہے ہو!

امریکہ ہی میں ایک اور کروڑپتی اور مالک اخبارات مسٹر ایڈورڈ سکرپس

تھے۔ سالہا سال کی عیش و عشرت کے بعد، دل دنیا کے ہنگاموں سے سرد ہو گیا، اور سکون و یکسوئی کی تلاش پیدا ہوئی۔ تہذیب و تمدن کے مرکزوں میں یہ کہاں نصیب؟ بالآخر چالیس لاکھ ڈالر کے صرف سے ایک جہاز خریدا، اور آلات کی مدد سے اسے ہر قسم کی آوازوں سے محفوظ کر لیا۔ جس میں کوئی ہلکی سی ہلکی آواز بھی کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اور اس طرح اپنے گرد و پیش ایک مصنوعی خاموشی اور عالمِ بے آوازی قائم کر کے یہ سمجھے، کہ اب سکونِ خاطر کی تلاش میں دیر نہ لگے گی۔ اخبار کا کاروبار لڑکے کے سپرد کیا، اور جہاز، تلاشِ سکون کی مہم پر روانہ ہو گیا۔ ایک ملک، دو ملک نہیں، ساری دنیا کا چکر جہاز نے لگایا، اور ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ لگایا، لیکن دل کا سکون مادی آوازوں کا راستہ بند کر دینے سے نہ حاصل ہونا تھا نہ ہوا۔ اسی حالتِ حسرت و یاس میں پیامِ اجل آ پہنچا، اور لاش حسبِ وصیت، سمندر کی گہری خاموشیوں کے حوالہ کر دی گئی۔ دولت پوجنے والو، چاندی سونے کے ٹکڑے تولنے والو، سرمایہ داروں کی اس نامرادی پر بھی کبھی نظر پڑتی ہے؟

اٹلی کے ایک امیر کبیر گوسیپ ویگانی تھے، جنہوں نے امریکہ آ کر بے شمار دولت پیدا کی، اور پھر امریکہ ہی کو اپنا وطن بنا لیا۔ یہ آغاز تھا، انجام یہ ہوا کہ جو کچھ خوش منظر محل کے کنارے قیام فرما تھے، کہ ایک روز رسی سے اپنی گردن میں پھندا ڈال کر خودکشی کر ڈالی، اور حسبِ ذیل تحریر چھوڑ گئے:

"مجھے اپنی طویل زندگی میں تجربہ ہو گیا، کہ راحت کی اگر تلاش ہے تو وہ روپیہ کے ڈھیروں سے نہیں ملتی..... میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہا ہوں، اس لیے کہ میں تنہائی اور افسردگی سے عاجز آ گیا ہوں۔ جس وقت میں نیویارک میں معمولی مزدور تھا، اُس وقت مسرت مجھے حاصل تھی، لیکن آج جب کروڑوں کا مالک ہوں، میری افسردگی کی کوئی انتہا نہیں، اور ایسی زندگی پر موت کو اختیار کر رہا ہوں۔"

روپیہ کو ہر درد کی دوا سمجھنے والو، دھن کی پوجا کرنے والو، دولت کی بے حقیقتی اور بے اثری دیکھ لی!

جے۔ پیرپونٹ مارگن (امریکی)، کہا جاتا ہے، کہ اسوقت دنیا کے سب سے بڑے خزانۂ مصنوعاتِ لطیفہ کے مالک ہیں، جنکی دولت کا تخمینہ و اندازہ بھی دشوار ہے۔ معاشرت کی حالت یہ ہے، کہ صبح بہت ہی سادہ اور مختصر ناشتہ کے بعد دفتر اپنے کام پر ایسے وقت روانہ ہو جاتے ہیں، کہ وہاں ٹھیک دس بجے تک پہنچ جائیں۔ دوپہر کا کھانا اس درجہ کا ہوتا ہے کہ معمولی حیثیت کا شخص بھی اسے خوشی سے نہیں کھا سکتا۔ ساڑھے پانچ بجے تک دفتر میں کام کرتے رہنے کے بعد مکان واپس آتے ہیں۔ تقریباً یہی کیفیت انکے والد کی بھی تھی۔ گھر میں بہتر سے بہتر سامانِ عیش موجود، بڑی سے بڑی دولت موجود، لیکن انتڑیوں کی بیماری سے اس قدر مجبور کہ معمولی غذائیں بھی نہیں پچا سکتے۔ ساری عمر ایک خاص قسم کی پرہیزی غذا کھاتے کھاتے گذر گئی، ایک وقت کے لیے بھی لذیذ غذا نصیب نہ ہوئی۔ درد شکم میں ہر وقت مبتلا۔ اپنے ادنیٰ نوکروں چاکروں کی غذا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں، مگر کیا مجال، کہ ایک لقمہ بھی اپنی زبان پر رکھ سکیں!

امیروں پر رشک کرنے والو، امیری کی تمنائیں رکھنے والو، یہ درد انگیز اور عبرتناک منظر دیکھ رہے ہو، کہ ایک شخص دریا کے اندر کھڑا ہوا ہے، اور پھر بھی اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا!

نیو یارک (امریکہ) کے ایک کروڑپتی مسٹر بریوسٹر تھے، ان کی بیم صاحب کا حُسن و جمال زبان زدِ عام تھا۔ شوہر اس قدر دولتمند، بیوی اس قدر حسین، بظاہر ان سے زیادہ پُرمسرت، کامیاب، و خوش نصیب زندگی کس کی ہو سکتی تھی، چنانچہ ایک اچھی خاصی تعداد ملک میں ایسی تھی، جسے اس خوش نصیب جوڑے کی زندگی پر رشک رہا کرتا تھا۔ آپس میں محبت بھی بہت تھی۔ جون سنہ ۳۵ء میں میاں بیوی، دیہات میں اپنے علاقہ پر گئے۔ ایک روز صبح کو خدمتگاروں نے کیا دیکھا، کہ مسٹر بریوسٹر کی خوابگاہ میں میاں بیوی دونوں مقتول پڑے ہوئے ہیں، اور دونوں کی لاشیں گولیوں سے زخمی ہیں! اس قتل و خودکشی کے اسباب کا راز بھی، دونوں کے جسموں کے ساتھ ہی، مدفون ہو گیا! دولت، اور حُسنِ صورت پر جان دینے والو! دولت اور حُسن دونوں کی بے بسی دیکھ لی!

یہ مفروضات نہیں، واقعات ہیں۔ فرضی اور تمثیلی کہانیاں نہیں، بیتی ہوئی سرگذشتیں ہیں، جو حال میں بمبئی کے ایک انگریزی اخبار نے شائع کی ہیں۔ ایک طرف یہ بڑے بڑے عظیم الشان سرمائے ہیں، یہ عالیشان بنگلے کا رخانے ہیں، یہ بڑی بڑی تجارتی کوٹھیاں ہیں، یہ کروڑوں اور اربوں کی جائداد و دولت ہے، یہ موٹریں ہیں، یہ بجلی کے پنکھے اور لیمپ ہیں، اور انھیں کے دوش بدوش یہ بیقراریاں ہیں، اور بے اطمینانیاں، یہ حسرتیں ہیں اور مایوسیاں، یہ حیرانیاں ہیں اور ناکامیاں، یہ افسردہ دلی ہے اور یہ خودکشی! دوسری طرف فقیری اور مفلسی ہے، ٹوٹی ہوئی جھونپڑی، اور مٹی کا چراغ ہے، ساگ پات اور چنے کی روٹی ہے، پھٹی ہوئی کملی اور بوسیدہ گدڑی ہے لیکن اسی کے پہلو بہ پہلو جی کی خوشی ہے، اور چین کی نیند، دل کو سکون ہے اور طبیعت کو بے فکری، قناعت ہے اور مخلوق سے بے نیازی، صبر ہے اور خالق کی شکرگذاری۔ زندگی کے دونوں رُخ سامنے کھلے ہوئے ہیں، انتخاب کر لینے کے لیے ہر شخص آزاد ہے۔

انتخاب کرتے وقت صرف اتنا سوچ لینا چاہیے، کہ دنیا کی ساری تاریخ میں کسی پیمبر، کسی ولی، کسی رشی، کسی درویش، کسی روحانی شخص نے انتہائی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود بھی، کبھی خودکشی کی ہے؟ کوئی مذہبی شخص کبھی بھی حسرت و یاس، حرمان و مایوسی کے جذبات سے مغلوب ہو گیا ہے؟ "زندہ دل" وہ حضرات انبیاء تھے، جو "یہاں" بھی سخت سے سخت مخالف حالات کو سکون و اطمینان سے بے پروائی و بے اضطرابی کے ساتھ گذار دے گئے، اور "وہاں" کے لیے بھی ہر طرح کے سکھ اور چین کا وعدہ کر گئے، اور شانِ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کا پورا جلوہ اپنی زندگی میں دکھا گئے؟ یا "زندہ دل" کا اطلاق ان سیم و زر کے غلاموں پر ہو سکتا ہے، جن کی مردہ دلی کی یہ حالت ہے، کہ اپنے ہی ہاتھ سے اپنے جسموں کو، اپنے دلوں اور اپنی روحوں کی طرح مردہ کر ڈالتے ہیں؟ خسر الدنیا والآخرۃ ذٰلک ہو الخسران المبین۔ راحت کی اگر تلاش ہے، سکونِ خاطر کی اگر طلب، دلجمعی کی اگر جستجو ہے، تو ہار کر، تھک کر، ہر طرح کا تجربہ کر کے پھر بالآخر مسجد و خانقاہ ہی کی طرف آنا پڑیگا، باقی انقلاب و خودکشی کی تعداد اگر بڑھانی ہے، تو شوق سے، کانفرنس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

جو اہلِ دنیا کا رُخ کرو گے سکونِ خاطر کہیں نہ ہوگا
شریکِ عشرت بہت ملیں گے شریکِ غم کوئی نہ ہوگا

گاندھی جی کا ایک بیان

سوامی شردھانند کے قتل پر گاندھی جی کا جو بیان انگریزی میں شائع ہوا تھا، اسکا اردو ترجمہ بھی مختلف اخبارات میں نقل ہو چکا ہے۔ اس بیان سے متعلق ترجمہ کی بحث چھڑ گئی ہے، سچ کے ایک خریدار صاحب کا حسب ذیل مکتوب مدیر سچ کو موصول ہوا ہے:—

"سچ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۳ دسمبر میں ماتما جی ایک جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں (داخل انگریزی عبارت نقل کی ہے) میرا خیال ہے کہ گاندھی جی کی ہر تحریر اور انکا ہر لفظ انکے علم و ضمیر کے مطابق سچائی پر مبنی ہوتا ہے، مگر انکا مذکورہ بالا اعتراف کہ میں اپنے پیام کے پہنچانے میں ناکام رہا، بہت کچھ تشریح و توضیح کا مستحق ہے:"

جس انگریزی عبارت سے متعلق ہمارے بھائی اپنا اطمینان چاہتے ہیں، اسکا پورا ترجمہ اردو میں یہ نکلتا ہے:—

"مسلمانوں کو ایک سخت امتحان سے گذرنا ہے، اس میں شک نہیں کہ مسلمان چاقو اور پستول میں بہت کچھ اعتقاد رکھتے ہیں۔ تلوار اسلام کی کوئی علامت نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا نمو ایسے گردوپیش میں ہوا تھا، جہاں تلوار پہلے بھی سب سے بڑا قانون تھی، اور آج بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا پیام اسی وجہ سے غیر موثر ثابت ہوا، کہ جس مقام پر پیام کا ظہور ہوا، وہاں کے لوگ اس پیام کو سننے کے لیے تیار نہ تھے۔ اسی طرح حضرت محمد صلعم کے پیام کو بھی لوگوں نے نہ سنا۔"

یہ ترجمہ بھی اگرچہ گاندھی جی کے مفہوم کی پوری و واضح ترجمانی نہیں کرتا، تاہم دوسرے اردو اخبارات میں جو ترجمے نکلے ہیں، ان سب سے نسبتۃً بہتر ہے۔ سیاق عبارت یہ ہے کہ ہندوؤں کو یہ سمجھانے کے بعد کہ ایک فرد کے فعل سے انھیں مسلمانوں کی ساری قوم کے خلاف مشتعل نہ ہو جانا چاہیے، گاندھی جی مسلمانوں کی بابت یہ صفائی پیش کر رہے ہیں، کہ اگرچہ مسلمان اس وقت جلد ہی تلوار چلا بیٹھتے ہیں لیکن خونریزی اسلام کی اصل تعلیمات کا کوئی جزو نہیں، بلکہ جب اسلام کے پیام امن و آشتی کو اہل عرب نے نہ سنا تو مجبوراً اسلام کو تلوار چلانی پڑی، قتال تعلیمات اسلامی کا کوئی لازمی جزو نہیں، اسلام کا اصل پیام تو امن و آشتی کا ہے، جب اس راہ میں مشکلیں پیدا کی گئیں تو ان وقتی ضروریات کے لیے مجبوراً اسلام کو قتال سے کام لینا پڑا تھا، اور اب جبکہ وہ ضروریات و مجبوریاں باقی نہیں رہیں، اسلام کو اپنی تلوار نیام میں کر لینی چاہیے۔

گاندھی جی کا مفہوم یہ تھا، جو اوپر عرض کیا گیا۔ بجائے خود وہ اسلام کی کہاں تک صحیح تعبیر ہے، یہ ایک بالکل جداگانہ بحث ہے، لیکن بہرحال اس تعبیر کو خود مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ صحیح تسلیم کرتا ہے، ورنہ کم از کم گاندھی جی کی نیت تو اس سے کسی طرح کی بھی نہ تھی، بلکہ اسلام پر سے ایک اعتراض کو دفع کرنے کی تھی۔ "رسول اللہ کے پیام کو لوگوں نے نہ سنا" یہ فقرہ جس معنی میں انھوں نے لکھا ہے، وہ بالکل امر واقعہ ہے۔ اگر قریش، یہود، اور دوسرے قبائل نے جو براہ راست حضور کے مخاطب تھے، دعوتِ اسلام کو قبول کر لیا ہوتا، تو ظاہر ہے کہ جہاد و قتال کی نوبت ہی کیوں آتی!

مقدس سرزمین کی مقدس حیثیت

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

مولانا عبدالسلام ندوی کی تاریخ الحرمین پر جو فاضلانہ و قابل قدر مفصل مقدمہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے تحریر فرمایا ہے، وہ اس قابل ہے، کہ مسلمانوں میں اسکی اشاعت بکثرت اور بار بار کی جائے، تاکہ ارض حرم، اور وہاں کی حکومت سے متعلق جو غلط فہمیاں دماغوں میں پھیلی ہوئی ہیں، وہ صاف ہو جائیں۔ فاضل موصوف نے مقدمہ مذکور میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں، وہ تقریباً بعینہ وہی ہیں، جو سچ کے بھی برابر پیش نظر رہتے ہیں، اس لیے اس مقدمہ کے ایک حصے کو یہاں بصورت تمام درج کیا جاتا ہے۔ — ایڈیٹر

ارض حرم کی نسبت گزشتہ مباحث میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت عیاں ہے، کہ وہ اسلام کا تیخ اور مذہبی مرکز ہے۔ اسکا گوشہ گوشہ اسلام کا مبدء اور مسلمانوں کا مشہد ہے۔ ارض حرم جس دن ارض حرم بنی، اسی دن اسکی یہ خصوصیت بیان کر دی گئی ہے کہ وہ صرف رکوع اور سجود کا آستانہ اور عبادات و طاعات کا مقام ہے، اور وہ انہیں بندگان حق کا مسکن ہے جن کی زندگیاں راہ خدا پرستی میں وقف ہو چکی ہیں، اور جو حیات ابدی کے طالب اور جویاں ہیں، خانہ حرم کے معماروں کو جب وہ اسکی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو اس کے مالک کا حکم یہ پہنچا،

ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود | تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنیوالوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کیلئے پاک کرو۔

معلوم ہوا کہ ارض حرم کی تعمیر کا خاص مقصد یہ ہے کہ توحید کے پرستاروں کا یہ وہ مقام ہو جہاں خدائے واحد کی پرستش کے سوا کوئی عمل مطلوب نہ ہو، اسکے سوا دنیا کے جتنے کام ہیں وہ اس کی پاکی اور طہارت کے منافی ہیں، اُسکی طہارت اور پاکی، اُسکی عظمت اور تقدس صرف اسی میں ہے کہ وہ عبادت الٰہی کا مرکز، توحید پرستی کا مبدء، رکوع اور سجود کی جگہ اور اعتکاف و طواف کی خانقاہ ہو۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب خدا کے نام پر اس گھر کو بنایا اور اس کی پاسبانی کے لیے اپنی سب سے پیاری اور عزیز اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کیا، تو ساتھ ہی مقصد الٰہی کے مطابق اپنی غرض بھی ظاہر کر دی، واذ قال ابراہیم رب اجعل ہذا البلد اور جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے پروردگار،

آمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام، رب انہن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی، ومن عصانی فانک غفور رحیم۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ (سورۂ ابراہیم)

اس شہر کو امن دینے والا بنا، اور مجھ کو اور میری نسل کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کو پوجیں، میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، تو جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے مقدس گھر کے پاس بن کے میدان میں اس لیے لا کر بسایا ہے، اے پروردگار، تاکہ وہ نماز کھڑی کیا کریں (یعنی تیری عبادت کیا کریں)

اس گھر کے سب سے پہلے آباد کار نے یہ ظاہر کر دیا کہ اسکی بنا صرف توحید پرستی کے لیے ہے، یہ باطل پرستیوں کا کبھی گہوارہ نہ بنے۔ اس مقدس گھر کے سایہ میں جو بھی کبھی آباد ہوں انکی سکونت کی غرض صرف یہی ہونی چاہیے کہ وہ اقامت صلوٰۃ یعنی عبادت کے لیے اپنی حیات کو قربان کرتے ہیں، وہ ناپاک سازشوں اور چالبازیوں، دنیاوی سیاستوں اور طمع پرستانہ تخت و تاج اور باج و خراج، فوج و عسکر اور تیغ و خنجر کی جگہ نہیں، وہ صرف ایک ہی کی بادشاہی کا دار السلطنت اور ایک ہی سپہ سالار کا لشکر گاہ ہے۔ وہاں کا تاجدار صرف خدائے قدوس ہے، اور وہاں کا سردار صرف رب دو عالم ہے، وہ انسانی بادشاہیوں اور خونریزیوں کی سرزمین نہیں، وہ قدوسیوں کا مسکن، حق جویاں کا امن اور سچے فرزندان ابراہیمؑ کا مامن ہے، یہی نہیں بلکہ ابراہیمؑ کے اصلی جانشین یہی نہیں جو صرف نسلی اور نسبی حیثیت سے ابراہیمؑ کی جسمانی اولاد ہیں، بلکہ وہ ہیں جو ابراہیمؑ کی پیروی اور اطاعت کر کے اُن کی معنوی اور روحانی اولاد بننے کا درجہ حاصل کر چکے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے صاف کہہ دیا کہ

فمن تبعنی فانہ منی (ابراہیم) | جو میری پیروی کرے وہ ہی مجھ سے ہے

پس ابراہیمؑ کی اولاد جس کو اس ارض حرم میں اسکی جانشینی کا حق حاصل ہے وہی ہے جو یہاں کی سکونت کے لیے ابراہیمؑ کی اطاعت اور پیروی کی الٰہی سند اپنے پاس رکھتی ہے، اسی بنا پر یہ سرزمین نہ کسی نسل کی خاص ملکیت ہے نہ کسی قوم واحد کی علاقہ ہے، نہ کسی خاندان خاص کی جاگیر ہے، بلکہ یہ اُن تمام انسانوں کی ملکیت اور جاگیر ہے جو بت شکن ابراہیمؑ کی پیرو اور مطیع ہیں، وہ لوگ جو پشتہا پشت اور صدیوں سے اس میں مستقل سکونت رکھتے ہوں، انکا اس سرزمین پر استحقاق ایک ذرہ اُن سے زیادہ نہیں جنہوں نے ابھی ابھی اُسکے حدود میں قدم رکھا ہے، بلکہ وہ جو ۱۳ صدیوں سے نسلاً بعد نسل توحید کے پرستار چلے آتے ہیں، انکا حق بھی اس ذلیل ترین حبشی کے حق سے سر مو زیادہ نہیں، جسکی زبان ابھی چند لمحے گذرے کہ کلمۂ توحید سے مشرف ہوئی ہے۔ غرض عرب و عجم، ترکی و تاتاری، حبشی، ہاشمی، بنی امیہ، بنی فاطمہ اور آل سعود، مکی اور آفاقی، اسکے حقوق میں سب یکساں، مساوی اور برابر ہیں۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس گھر اور اس سرزمین کے مالک نے اسکی آبادی اور سکونت کے استحقاق کے لیے صرف ایک ہی حق کو تسلیم کیا ہے، اور وہ ابراہیمؑ کی اطاعت یعنی اور پیروی ہے جو اس سند سے سرفراز ہے وہ اسکی تولیت کا حقدار ہے، اور جو اس سے محروم ہے وہ اسکے حق سے بھی محروم ہے۔

ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام | بیشک وہ جو کافر ہیں اور جو راہ الٰہی سے اور اُس مسجد حرام سے روکتے ہیں

اللہ کی جانب سے اس سرزمین کو تمام انسانوں کے لیے جائے امن بنا دیا ہو (حج) | جس کو ہم نے تمام انسانوں کے لیے بنایا ہے اور جس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر کے دونوں کے حق برابر ہیں

اس اعلان الہٰی کے بعد کون ہے جو سرزمین حرم کی تولیت کا اس لیے
مدعی ہو کہ وہ عرب ہے اس لیے مدعی ہو کہ وہ ہاشمی ہے
اس لیے مدعی ہو کہ وہ آل اشراف سے ہے اس
لیے مدعی ہو کہ وہ صدیوں سے وہاں سکونت پذیر ہے اس لیے مدعی ہو کہ
سالہا سال سے اسکا خاندان وہاں حکمران ہے اور کون ہے جو وہاں سے
باہر دوسرے ملکوں کے رہنے والے مسلمانوں کے حق کو اس دلیل سے رد
کر سکے کہ وہ عرب کی قوم نہیں وہ سادات اور شرفا کے خاندان سے
نہیں وہ اس ملک کے باشندے نہیں۔ اس سرزمین کا مالک صرف ایک
وہ خدا اور اسکے تمام پرستاران حق اور کلمہ گو اس سرزمین کے حال و مستقبل
کے حقوق میں یکساں اور مساوی ہیں وہ آل ابراہیم کی تمام نسل کا مسکن اور وطن
ہے جو آج دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہی بنا ہے جس پر شریعت
اسلامیہ نے اس شہر کی پوری زمین کو وقف قرار دیا ہے نہ اسکا کوئی شخص
کی ذاتی ملکیت ہے نہ وہ فروخت ہو سکتی ہے نہ وہاں کرایہ پر کوئی مکان چلایا
جا سکتا ہے اور نہ وہاں شخصی تصرفات کے جو نشانات ہیں وہ شریعت محمدیہ کی رو
سے جائز اور روا ہیں۔

(باقی آئندہ)

سود مند کی بے سود تجویزیں

سجادہ خواجہ حسن نظامی کے خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب
مالک اخبار البشیر اٹاوہ کی صدارت میں جو سود مند کانفرنس ہوئی ہے اس میں
علاوہ دیگر کارروائیوں کے دو تجویزیں ایسی ہیں جو اسکا پتہ دیتی ہیں کہ کانفرنس
سود مند سود بیاج کے جواز کی فکر میں تھی اور نفع و نقصان کو بھی نظر انداز
کر رہی ہے۔ ان دو تجاویز میں پہلی تجویز جو بڑی بحث و تمحیص کے بعد منظور ہوئی
یہ تھی کہ سود اس حد تک لیا جائے جس حد تک اسلام نے اسے جائز قرار
دیا ہے۔ ہمیں ان تجویزوں کے پاس کرنے والوں کی ذہنیت پر افسوس آتا ہے کہ وہ
خواہ مخواہ کھینچ تان کر سود بیاج در پردہ کو جائز کیے لیتے ہیں۔ ہم
اب سے بہت پہلے مولوی طفیل احمد صاحب سے یہ عرض کیا تھا کہ مذہب کو
کھلونا نہ بنائیے بلکہ بجائے اسکے کہ آپ خود مفتی بنکر سود کو جائز کر لیں مناسب
صورت یہ ہے کہ اس مسئلہ کو علماء کی ایک کمیٹی کے سامنے پیش کرکے اسکے
فتویٰ حاصل کیجیے تاکہ جو کام ہو وہ ٹھکانے اور قاعدہ کے ساتھ ہو سے

بحکم شرع آب خوردن خطاست
وگر خون بفتوے بریزی رواست

ظاہر ہے کہ کانفرنس اور جلسوں کی تجاویز کی کھینچ تان اور جوڑ توڑ
کی نشست حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں بنا سکتی۔ ایسی تجاویز کا پاس کرنا
نہ صرف مذہب کا مذاق اڑانا ہے بلکہ احکام شرعیہ میں تحریف کے مصداق ہے
جسے کوئی غیور مسلمان ایک منٹ کے لیے بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

دوسری تجویز ہندو دوکانداروں کے متعلق ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے
کہ اصل تجویز کیا ہے اور جو مسخ شدہ صورت اخبارات میں شائع ہوئی وہ
ایسوسی ایٹڈ پریس کی جدت ہے یا سود مند کے عقلی مضامین کی تحریر کا
نتیجہ ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ اس تجویز میں دو مختلف ضرورتوں کو مرکب
کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) مسلمانوں کو تجارت وغیرہ کا شوق دلا کر کاروباری بنانا۔ (۲)
ہندوؤں سے چھوت چھات کر لینا۔

اگر یہ تجویز کا متعلق رفاہ دل ہی ہے تو اس سے تو کوئی شخص
بھی انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ سود مند سے بہت پہلے مجلس خلافت مسلمانوں
کو ہدایت کرتی آ رہی ہے کہ وہ نوکری پر اپنی زندگی کا انحصار نہ کریں بلکہ
چھوٹی بڑی دوکانیں کھولیں اور کاروبار میں دلچسپی لیں۔ یہ اس لیے
نہیں ہے کہ انہیں ہندوؤں سے مقابلہ کرنا اور ہندوؤں کی روزی
چھیننا ہے بلکہ محض یہ ہے کہ آج جو بے روزگاری ہندو مسلمان دونوں
میں پیدا ہے وہ کسی نہ کسی طرح کم ہو۔ ہمارے سامنے بمبئی کا سا شہر
مثال کے لیے موجود ہے جسے ہم اکثر آدمیوں کا جنگل کہتے ہیں۔ یہاں
ہر طرف بلا امتیاز ملت و مذہب ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی، یہودی
وغیرہ کاروباری زندگی بسر کرتے ہیں اور کسی ایک کو بھی یہ خیال
نہیں ہوتا کہ ہم دوسرے دوکاندار کی روزی چھیننے کے لیے کاروبار
کر رہے ہیں۔ تجارت اور دوکانداری اگر محض انتقام یا کسی دوسرے
کو نقصان پہنچانے کے لیے کی جائے گی تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس میں
نقصان بھی ہوگا اور دیرپا نہ ہو سکے گی۔ سیاسی فریق مخالف بھی
کچھ مٹی نہیں ہے جسے آپ چٹ کر جائیں گے۔ بلکہ یہ اصلیت ہے کہ
ہندوؤں کا کاروبار جما ہوا ہے اور مسلمانوں کو ابھی ابتدا کرنی ہے
ہی نہیں بلکہ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ بمبئی کے ماہر تجارت اور بیوپاری میں
ان سے بہت کچھ سیکھنا اور مدد لینا ہے۔ دولتمند ہندو ہوں یا مسلمان
انہیں تو کسی سہارے کی ضرورت نہیں لیکن مجلس خلافت نے جن غریب
مسلمانوں کو صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف توجہ دلائی ہے انہیں
مقابلہ، رقابت، انتقام کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ انکی
نصیحت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ مل کر ان سے مدد
لیکر ایسی ایمانداری سے کام کرو جس سے عزت و دولت حاصل کر سکو۔
اور یہ بھی یہی بات، ہندوؤں کا مسلمانوں کے اور مسلمانوں کا ہندوؤں
کی امداد کے بغیر کام چلنا دشوار ہے۔ جلسوں میں بیٹھ کر واقعیت اور
حقیقت سے منہ موڑ کر چاہے کوئی کتنی ہی باتیں بنائے۔ مگر عملی دنیا کا
تجربہ تو یہی ہے کہ ایک کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے۔
ایسی صورت میں اگر سود مند کانفرنس نے اس قسم کی تجویز پاس
کی ہے تو یہ مسلمانوں کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔ (خلافت)

الخلافت - از جناب مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی۔ اس کتاب میں مسئلہ
خلافت پر تاریخی و مذہبی نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ خلیفہ کو کیا ہونا چاہیے
اور خلافت کے لوازم و ضروریات کیا کیا ہونا چاہیں۔ ان مسائل سے واقف ہونے کے
انگریزی شائقین ضرور منگائیں۔ قیمت ۱۲/ مہتمم تیج لکھنؤ

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

(ہندوستان کے اندر)

دہلی

سوامی شردھانند کے قتل کے سلسلہ میں پولیس نے خواجہ حسن نظامی اور مولوی عبدالتواب آہ رسالہ ہاوڑ کی تلاشی لی لیکن کوئی قابل اعتراض شے برآمد نہ ہوئی۔ کچھ کاغذات اور رجسٹر پولیس لے گئی۔ ادھر دہلی کے کئی علماء کو افسران پولیس نے بلا کر ان سے گفتگو کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ پولیس نے پوری کوشش کی کہ اگر سوامی جی کے قتل کے متعلق کوئی سازش ہوئی ہو تو اس کا پتہ لگایا جائے لیکن ناکامی ہوئی۔ مولانا محمد علی نے عبدالرشید قاتل سے ملاقات کی۔ ملزم نے صاف کپڑے اور قلم دوات طلب کیا جو دیدیا گیا۔ ۱۰ جنوری کو سوامی جی کے قتل کا مقدمہ شروع ہو گیا۔ ملزم کی طرف سے ذکر الرحمن وکیل پیروی کر رہے ہیں۔ مولانا محمد علی عدالت میں بحیثیت اخبار نویس کے موجود تھے۔

سر سیمویل ہور وزیر محکمہ ہوائی برطانیہ ۸ جنوری کو بذریعہ ہوائی جہاز لندن سے دہلی پہونچے اور وائسرائے کے مہمان ہوئے

بنگال

کلکتہ میں بعض مکانات کی تلاشی لی گئی بہت سے آتشی اسلحہ برآمد ہوئے تین بنگالی گرفتار کیے گئے۔ ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

مہاتما گاندھی نے بنگال اپنے دورہ کے سلسلہ میں تقریر کی۔ اسکا خلاصہ ہے کہ میرا پیام صرف کھدر کی ترویج اور چھوت چھات کا دور کرنا ہے ہندوستان کی اصلی آبادی گانو ہے اگر کوئی پروگرام ہو سکتا ہے تو وہ پروگرام چرخہ اور کھدر ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کی بحالی اب انسانوں کی بس کی نہیں رہی بلکہ خدا کی قدرت پر منحصر ہے۔

بنگال کونسل میں سوراجی وزراء کی سالانہ تنخواہ کی مخالفت کرینگے۔ جدید بنگال کونسل کا افتتاح ۱۱ جنوری کو ہوا۔ راجہ مان مرتھ ناتھ چودھری آف سنتوش صدر کونسل منتخب ہوئے۔ سوراجی امیدوار کو شکست ہوئی۔

یوپی

پنڈت موتی لال نہرو وکالت شروع کرنیوالے ہیں۔

لکھنؤ میں ۸ جنوری کو مسئلہ حجاز کے متعلق ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد ایوب فرنگی محلی صدر تھے۔ جلسہ میں مہاراجہ محمود آباد کے اس تار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی جو انھوں نے شاہ انگلستان کو مسئلہ حجاز کے متعلق روانہ کیا تھا۔

یوپی کونسل کے جدید صدر رائے سیتا رام منتخب ہوئے۔

آل انڈیا خلافت کانفرنس کا سالانہ جلسہ بمقام لکھنؤ آخر فروری میں منعقد ہوگا۔ مولانا شوکت علی اودھ کا دورہ کرنیوالے ہیں۔ آپ کا دورہ اودھ کی مدت کا اندازہ ۲۳ جنوری سے ۲۳ فروری تک ہے۔

۱۰ جنوری کو مہاتما گاندھی نے بنارس میں کئی تقریریں کیں۔ ہندو یونیورسٹی نے آپکو ایڈریس دیا۔ مہاتما گاندھی نے مسلم جلسہ میں ہندو مسلمانوں کو سوامی شردھانند کے قتل کے سلسلہ میں رواداری کے مشورے دیے۔

سی پی

سی پی کونسل کے سوراجی اور متفرق جماعتوں میں سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ سر ایس ایم چٹنویس (لبرل) مجلس مقننہ سی پی کے صدر منتخب ہوئے۔

بمبئی

بمبئی میں ۳ جنوری کو ۵۰۰ امریکن طلبہ ایک جہاز سے پہونچے ہیں۔ یہ جہاز ان طلبہ کی سفری یونیورسٹی کا کام دے رہا ہے۔ ان کے ہمراہ ان کے استاد بھی ہیں۔

پنجاب

ڈاکٹر کچلو نے بیرسٹری شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ لاہور ہائیکورٹ میں پریکٹس کریں گے۔

(ہندوستان کے باہر)

چین - میں ابھی امن قائم نہیں ہوا۔ ہنکاؤ تک جو برطانوی علاقہ ہے خطرات سے بچنے کے لیے عارضی طور پر خالی کر دیا گیا ہے۔ غیر ملکیوں کے خلاف علی الخصوص برطانیہ کے خلاف اہل چین میں بہت جوش ہے۔ جابجا جلوس نکالے اور جلسے کیے جا رہے ہیں۔ برطانوی حکومت نے بھی اپنے جنگی جہاز روانہ کیے ہیں۔

ٹرکی - ٹرکی میں کئی جدید ریلوے لائنیں بننے والی ہیں۔ انکا ٹھیکہ جرمن کمپنی کو دیا گیا ہے۔

جاوا - جاوا میں پاڈانگ کے قریب حالت اب تک نازک ہے۔ جنگ ہو رہی ہے۔ بہت سے وطن پرور قتل اور گرفتار ہوئے۔

حجاز - اخبار خلافت بمبئی راوی ہے کہ جدہ کے برطانوی سفیر نے بمقام بیرہ درشی سلطان ابن سعود سے بغرض ترمیم نجدی برطانوی معاہدہ ملاقات کی۔ کیونکہ سابق معاہدہ میں درج تھا کہ عنقریب ایک مفصل معاہدہ طرفین کے متعلقہ مسائل پر ہو جائیگا۔ اگر اس نئے معاہدہ سے معاہدۂ سابق کی تکمیل مقصود ہے تو اسکا نتیجہ یہ نکالا جائیگا کہ حجاز اور عسیر کے نجدی مقبوضات کو ابن سعود کے ممالک محروسہ میں انگریزوں نے شامل تسلیم کر لیا۔ برطانوی نجدی معاہدہ کی رو سے مذکورہ مقامات پر برطانیہ کی موثر حمایت ثابت ہوتی ہے۔ اور ان مقامات کے حاکم پر حسب ذیل شرائط عائد ہونگی: (۱) قبیلہ کا حاکم اس شرط پر مقرر کیا جائے کہ وہ کسی حالت میں برطانیہ کی مخالفت نہ کرے (۲) برطانوی حکومت ابن سعود کی اس موقع پر حمایت کریگی جب کوئی اجنبی سلطنت ابن سعود یا انکے علماء کی زمین پر حملہ کریگی۔ برطانیہ بوقت ضرورت ہر قسم کی مدد کریگی (۳) ابن سعود ممالک مذکورہ میں سے کوئی حصہ نہ کسی کو دیں گے نہ کسی کے ہاتھ بیع یا رہن رکھینگے نہ کسی قسم کا تصرف کر سکیں گے۔ کسی قسم کی رعائتیں کسی اجنبی حکومت کو بغیر برطانوی اجازت کے ابن سعود نہ دیں گے بغیر اس امر کا لحاظ کیے کہ ایسا کرنا ابن سعود کے مصالح خاص کے خلاف ہے۔

اخبار خلافت بحوالہ ٹائمس آف انڈیا ناقل ہے کہ نومبر ۱۹۲۶ء میں اخبار ام القریٰ مکہ نے جو کرایہ و محاصل حج شایع کیے تھے اسمیں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اٹلی - اطالوی نمایندہ متعینہ مصر نے اعلان کیا ہے کہ اخبارات کی اڈیٹر ڈاکٹر اٹلی اور ٹرکی میں ایک جھگڑنے والی ہے، کوئی اصلیت نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند کتابیں

الناظر

اردو کا مشہور رسالہ ... [illegible]

تاریخ عرب

[illegible]

میلاد النبی صلعم

مشہور ... [illegible]

قیمت [illegible]

نغمۂ حرم

[illegible]

قیمت ۱۲؍

تفسیر القرآن فی معارف القرآن

[illegible]

الخلافۃ الکبریٰ ... [illegible]

بیان۔ سورۂ آل عمران کی تفسیر [illegible]

الصراط المستقیم ... [illegible]

سبیل الرشاد ... کی تفسیر [illegible]

کلید خزائن اردو

اگر قرآن شریف کی کسی آیت کو تلاش کرنا ہو یا آپ ... [illegible]

قیمت [illegible]

کشاف الہدی

مشہور ... [illegible]

قیمت [illegible]

ترجمہ ابن خلدون معہ مقدمہ

[illegible]

سال شایع ہوگی قیمت جلد اول۔ دوم۔ سوم [illegible]

چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم [illegible]

دہم۔ یازدہم [illegible]

مقدمہ [illegible]

قیمت [illegible]

مصنفین اردو

اردو کے تین سو نامور مشہور و مقبول مصنفین کی [illegible] مکمل تصانیف کی فہرست معہ ... [illegible] بیان سال بسال شایع ہوتی ہے [illegible]

قیمت ۔ ۔ ۔ [illegible]

الناظر بک ایجنسی

علوم القرآن

[illegible]

بصائر القرآن

[illegible]

قیمت [illegible]

تصوف اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

آئینہ حقیقت نما

[illegible]

قیمت [illegible]

پیام امن

[illegible]

قیمت [illegible]

حقایق اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

تاریخ الحرمین الشریفین

[illegible]

قیمت [illegible]

جدید دور اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

تجرید بخاری معہ ترجمہ

[illegible]

قیمت [illegible]

انتخاب صحاح ستہ

[illegible]

مسلمانان اندلس

[illegible]

قیمت [illegible]

جزاء الاعمال

[illegible]

نادر نجفی

[illegible]

قیمت [illegible]

مستقبل اسلام

[illegible]

قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ:۔ الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

باہتمام احقر الانام اسحاق علی علوی مالک و مہتمم الناظر پریس لکھنؤ میں طبع ہوا